مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا نظریۂ قومیت

Maulana Abul Ala Maududi's Theory of Nationalism

Dr Shahid Rasheed
Assistant Professor Department of Sociology
FC College University Lahore
Email: shahidrasheed@fccollege.edu.pk

Abstract
This paper seeks to understand and analysis Maulana Maududi's theory of Nationalism. Maulana Maududi was one of the most significant theorists of political Islam in the modern world. He was a political theorist as well as political activist. He developed a conceptual framework and a theory of nationalism to explain and justify his political action. Although Maulana Maududi shared with All India Muslim League the fear of Hindu Majoritarian rule, he was a strong critic of its leadership. But his differences with Muslim League are not confined to his criticism of the religious credentials of leaders of the Muslim League. He had ideological differences with Muslim League. He maintained that 'Islam' and 'Nationalism' are mutually exclusive ideological systems even if nationalism is clothed in religious dress.
Keywords: Maulana Maududi, Nationalism, Muslim India, South Asia, Nation, Muslim Nationalism

قومیت پر مولانا مودودی کا بیانیہ اُن کے عالمی نظریہ اور اسلام کے تصور پر مبنی ہے[1]۔ اسلام کے بارے میں ان کے تصور[2] کا تعین ان کے اسلام کے بنیادی متون کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ بیسویں صدی میں جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے مخصوص سیاسی حالات سے ہوا ہے[3]۔ مولانا مودودی نے اگرچہ ابتدائی عمر میں کئی مدارس میں اور کئی اساتذہ کے زیرِ سایہ تعلیم حاصل کی، لیکن زیادہ تر خود آموز تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ روایتی علمائے کرام نے انھیں کبھی بھی روایتی عالم تسلیم نہیں کیا اور بعض علماء نے انھیں 'مولانا مودودی' کی بجائے 'مسٹر مودودی' کہہ کر مخاطب کیا۔ اگرچہ وہ کسی مدرسے کے فارغ التحصیل نہیں تھے، تاہم انھوں نے مختلف اساتذہ کی تقریباً تمام کتابیں اساتذہ کے ذریعے اور خود اپنے طور پر پڑھی تھیں جو درس نظامی کا حصہ ہیں[4]۔

مولانا مودودی کی رائے میں اسلام ایک عالمگیر انقلابی تحریک ہے اور فطری طور پر اس عالمی نظریہ میں قومیت کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ مولانا مودودی نے جمیعت علمائے ہند کی ہندوستانی قومیت اور آل انڈیا مسلم لیگ کی مسلم قومیت دونوں کو مسترد کر دیا۔

"اسلام ایک انقلابی نظریہ اور ایک انقلابی عمل ہے جس کا مقصد دنیا کے سماجی نظام کو مکمل طور پر تباہ کرنا اور اسے شروع سے از سرِ نو تعمیر کرنا ہے... اور جہاد انقلابی جدوجہد کو ظاہر کرتا ہے[5]۔"

مولانا مودودی نے اسلام کے انقلابی کردار کو توحید کے مرکزی اصول سے اخذ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"توحید اور اللہ واحد کی عبادت کے لیے اسلام کی دعوت دوسرے مذاہب اور فرقوں کی طرح نہ صرف ایک مذہبی مسئلہ اور اصول ہے بلکہ درحقیقت سماجی انقلاب کی دعوت ہے جس کا مقصد بنیادی طور پر ان لوگوں کا خاتمہ کرنا ہے جنھوں نے الوہیت کا تخت سنبھال رکھا ہے اور لوگوں کو غلام بنا رکھا ہے[6]۔"

مولانا مودودی نے 1937 سے 1941 کے درمیان 'ترجمان القرآن' میں سلسلہ وار مضامین تحریر کیے جس میں انھوں نے بڑی مسلم سیاسی جماعتوں کے مسائل کا تنقیدی جائزہ لیا۔

انھوں نے خاص طور پر کانگریس حامی جمیعت علمائے ہند کے مخلوط ہندوستانی قومیت کے مؤقف کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ انھوں نے مخلوط ہندوستانی قومیت کو مسلمانوں کی شناخت کی موت خیال کیا۔ لیکن اُن کا مسلم تشخص کا تصور مسلم لیگ سے مختلف ہے۔ مولانا مودودی مسلمانوں کے تشخص کو جغرافیہ، زبان، معاشی مفاد یا ثقافت میں نہیں بلکہ اُن کے اللہ کی مرضی کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے میں پنہاں دیکھتے ہیں۔

یہ مسلم لیگ کے مسلمانوں کے تشخص کے تصور کے برعکس ہے جس کے مطابق یہ ثقافت اور سیاسی و اقتصادی مفاد پر مبنی ہے۔ شاید اقبال سے متاثر ہو کر مولانا مودودی نے مؤقف اختیار کیا کہ قومیت خود اسلام کے بالکل برعکس ہے۔

ایک جمہوری سیکولر ہندوستان میں مسلمانوں کے پاس ہندو اکثریت کی شناخت اور طور طریقوں کو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہو گا۔ اگرچہ مولانا مودودی برطانوی راج سے آزادی کے خواہاں ہیں لیکن ان کے خیال میں اگر انگریزوں کی حکومت کے بعد انھیں ہندو اکثریتی حکومت کے غلام بننا پڑے تو یہ آزادی بے معنی ہو جائے گی۔ اس طرح انھوں نے مولانا آزاد اور مولانا مدنی کی تجویز کے بالکل برعکس مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ ہندوستان کی آزادی کی قوم پرست جدوجہد میں حصہ نہ لیں۔

مولانا مودودی ہندوستان میں جمہوری اداروں کے قیام کے خلاف سر سید احمد خان کی دلیل کو استعمال کرتے ہیں۔ ''اُن کے خیال میں جمہوریت وہ طرزِ حکومت ہے جس میں اکثریت حکمرانی کرتی ہے چاہے اس کے نظریات صحیح ہوں یا غلط اور جس میں اقلیت اکثریت میں شامل ہو کر ہی معاملات میں اثر و رسوخ کی حامل ہو سکتی ہے[7]۔''

لٰہذا، جمہوریت کا فطری نتیجہ اکثریت کی جانب سے ظلم و جبر کی صورت میں نکلے گا اور اس سے ہندوستان میں مسلم اقلیت کی شناخت صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی۔ مولانا مودودی نے 'سیکولرازم' کا ترجمہ 'لا دینیت' کے طور پر کیا جس کا لغوی معنی 'مذہب مخالف' ہے۔ انڈین نیشنل کانگریس کے دعویٰ کے مطابق سیکولرازم میں ریاست تمام مذہبی گروہوں کے لیے غیر جانبدار رہتی ہے۔ کانگریس کے ساتھ قوم پرست سیاست میں حصہ لینے یا مسلمانوں کے لیے علیحدہ ریاست کا مطالبہ کرنے کے بجائے مولانا مودودی نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو سچے مسلمان بنا کر پورے ہندوستان کو دارالسلام میں تبدیل کریں۔ پورا ہندوستان دارالسلام بن سکتا ہے اگر واضح اسلامی نظریہ، تنظیم، نظم و ضبط اور وفادار ارکان کی حامل ایک صالح جماعت قائم کی جائے۔ اس حکمت عملی کو ترتیب دینے میں مولانا مودودی واضح طور پر مارکسی جماعتوں کے انداز اور ساخت سے متاثر نظر آتے ہیں۔ اگست 1941 میں، صالح جماعت کے بارے میں اُن کا تصور جماعت اسلامی کی شکل میں عملی صورت میں اُبھر کر سامنے آیا۔ ہندوستان کی آزادی اور تقسیم کے بعد، جماعت اسلامی اپنے

سماجی و سیاسی تناظر کے مطابق دو الگ الگ راستوں کے ساتھ جماعت اسلامی ہند اور جماعت اسلامی پاکستان میں تقسیم ہو گئی[8]۔

مولانا مودودی اپنے کتابچے "مسئلہ قومیت" میں لکھتے ہیں[9]:

"جب انسان بد تہذیبیت [وحشت] سے مہذب شہری زندگی [مدنیت] کی طرف بڑھتے ہیں تو یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ تنوع میں اتحاد پیدا کیا جائے تاکہ مشترکہ مقاصد اور مطمع ہائے نظر کے حصول کے لیے مختلف افراد ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور مل کر کام کریں۔ معاشرتی ترقی کے ساتھ اس اجتماعی اتحاد کا دائرہ اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس کا حصہ بن جاتی ہے۔ افراد کا یہ مجموعہ قوم ہے[10]۔"

مولانا مودودی مزید فرماتے ہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی اجتماعیت یا قومیتوں میں اصابیہ یا گروہی احساس شدید تر ہوتا جاتا ہے[11]۔ اسلامی قومیت کے علاوہ تمام قومیتیں نسل، رنگ، زبان، سرزمین، مشترکہ اقتصادی مفادات یا مشترکہ سیاسی نظام پر قائم ہیں۔ ان قومی شناختوں نے انسانیت کو متنوع گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے جو ایک دوسرے کے خلاف حالتِ جنگ میں ہیں اور یہ صورتِ حال تمام برائیوں کا ذریعہ اور شیطان کی ایک آلہ کار بن چکی ہے[12]۔ اس قسم کی قومیت مختلف گروہوں کے درمیان جاہلانہ تعصب (جہالت پر مبنی یکجہتی) پیدا کرتی ہے اور انسانوں کو عقل اور اخلاق پر مبنی اصولوں سے دور کر دیتی ہے۔ اسلام اس جاہلانہ قومیت کے خلاف جہاد کرتا ہے۔ اسلام قومیت کی ان تمام جھوٹی بنیادوں کو ختم کر کے ایک نئی قسم کی قومیت تشکیل دیتا ہے۔ اسلام مختلف رنگوں، نسلوں اور ثقافتوں کے لوگوں کو اسلامی قومیت تشکیل دے کر متحد کرتا ہے جس کی بنیاد ایمان پر ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

"اسی کلمے پر دوستیاں اور دشمنیاں قائم ہوتی ہیں۔ اس کی قبولیت کا مطلب شمولیت اور اس کے انکار

کا مطلب اخراج ہے۔ جو لوگ اس کی بنیاد پر خارج ہیں وہ خون، سر زمین، زبان، رنگ، معیشت یا حکومت کے کسی تعلق پر شامل نہیں ہو سکتے۔ اور جو اس کی بنیاد پر شامل ہیں انھیں کسی چیز سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ کسی دریا، پہاڑ، سمندر، زبان، نسل، رنگ اور روئے زمین کی کسی طاقت کو یہ حق حاصل نہیں کہ دائرہ اسلام میں تفریق کی لکیر کھینچ کر ایک مسلمان کو دوسرے سے جدا کرے۔ ہر مسلمان، چاہے وہ چینی ہو یا مراکشی، کالا ہو یا گورا، ہندی ہو یا عربی، سامی ہو یا آریائی، کسی ایک حکومت کا تابع ہو یا دوسری حکومت کا، مسلم قوم کا حصہ، اسلامی معاشرے کا رکن، اسلامی ریاست کا شہری، اسلامی فوج کا سپاہی ہے اور اسلامی قانون کے تحت محفوظ ہے[13]۔

مصادر و مراجع

1 مولانا مودودی کے مذہبی اور سیاسی افکار کے لیے ملاحظہ کریں:

Eran Lerman, “Mawdudi’s Concept of Islam” *Middle Eastern Studies*, Vol. 17, No. 4 (Oct., 1981), pp. 492-509; Charles J. Adam, ‘Mawdudi and the Islamic State’, in *Voices of Resurgent Islam*, ed. John L. Esposito. New York: Oxford University Press, 1983; Sayyid Vali Reza Nasr, *Mawdudi and the Making of Islamic Revivalism.* New York: Oxford University Press, 1993; Roy Jackson, *Maulana Mawdudi and Political Islam.* Abingdon, Oxon: Routledge, 2011; Jan-Peter Hartung, *A System of Life: Mawdudi and the Ideologisation of Islam.* London: Hurst Publishers, 2013.

2 مولانا مودودی کے اسلام کے تصور کی تنقیدی تشخیص کے لیے ملاحظہ کریں 'مکتوبات بسلسلہ مولانا مودودی جماعت از مولانا حسین احمد مدنی'۔ فیصل آباد: ملک سنز، آن لائن دستیاب ہے:

http://www.archive.org/stream/Maktoobaat-e-

ShaykhSayyidHusainAhmadMadnir.aBaSilsilaModudiJamaat#mode/1up (Accessed on 30th March 2020);

مولانا ابوالحسن علی ندوی، 'عصر حاضر مین دین کی تفہیم و تشریح'، کراچی: مجلس نشریات اسلام، 1979۔

پروفیسر محمد سرور، 'مولانا مودودی اور انکی تحریک اسلامی'، لاہور: سندھ ساگر اکیڈمی 2004۔ پہلی بار 1956 میں شائع ہوئی؛ مولانا وحید الدین خان، 'تعبیر کی غلطی'، نئی دہلی: الرسالہ کتب 1963۔ آن لائن دستیاب ہے:

https://archive.org/details/TabeerKiGhaltiByWaheeduddinKhan/page/n1/mode/2up (Accessed 30th March 2020).

3 Zaman, Muhammad Qasim. "Sayyid Abull-A'la Mawdudi." In *Priceton Readings in Islamist Thought: Texts and Contexts from al-Banna to Bin Laden*, edited by Roxanne L. Euben and Muhammad Qasim Zaman, 79-85. Princeton & Oxford: Princeton University Press, 2009.

4 نعمانی، مولانا منظور، مولانا مودودی کے ساتھ میری رفاقت کی سرگزشت اور اب میرا موقف، کراچی: مجلس نشریات اسلام، 1980ء۔

5 Quoted in Eran Lerman, "Mawdudi's Concept of Islam" *Middle Eastern Studies*, Vol. 17, No. 4 (Oct., 1981), pp. 492-509.

6 ایضاً صفحات 492-509۔

7 Charles J. Adam, 'Mawdudi and the Islamic State', in *Voices of Resurgent Islam*, ed. John L. Esposito New York: Oxford University Press, 1983, p. 103.

8 جماعت اسلامی پاکستان کے لیے ملاحظہ کریں:

Sayyid Vali Reza Nasr, *The Vanguard of Islamic Revolution: The Jamaat-e Islami of Pakistan.* Berkeley, CA: University of

California Press, 1994. For Jamat-e-Islami in India and Bangladesh see Irfan Ahmad, *Islamism and Democracy in India: The Transformation of Jamaat-e-Islami.* Princeton and Oxford: Princeton University Press, 2009; and Maidul Islam, *Limits of Islamism: Jamaat-e-Islami in Contemporary India and Bangladesh*. Delhi: Cambridge University Press, 2015.

9 اس کتابچے میں مولانا مودودی کا ایک مضمون جو مارچ 1933 میں 'ترجمۃ القرآن' میں شائع ہوا، مولانا مودودی کی حیدرآباد میں ایک تقریر اور مولانا مدنی کی تصنیف 'متحدہ قومیت اور اسلام' پر ان کے تبصرے شامل ہیں۔ یہ کتابچہ آن لائن دستیاب ہے:

https://www.rekhta.org/ebooks/masala-e-qaumiyat-abul-a-la-Maulana Maududi-ebooks-1/ (Accessed on 27th March 2020).

10 مودودی، ابوالاعلیٰ، مسئلہ قومیت دہلی: مرکز مکتبہ جماعت اسلامی ہند 1962۔

11 عصبیہ کا تصور اصل میں ابن خلدون نے اپنی مشہور کتاب 'مقدّمہ' میں دیا تھا۔ ابن خلدون نے اس تصور کو سماجی یکجہتی کے معنی میں استعمال کیا ہے اور عصبیہ کو قوم کی ترقی کے لیے ضروری عنصر قرار دیا ہے۔ ملاحظہ کریں :

The Muqaddimah: An Introduction to History ; in three volumes, Translated by Franz Rosenthal (New York: Pantheon Books 1958).

12 مودودی، ابوالاعلیٰ، مسئلہ قومیت دہلی: مرکز مکتبہ جماعت اسلامی ہند 1962۔

13 ایضاً